عصری اسلامی اسکولوں میں ہم بچوں کو کیا پڑھا رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید خالد جامعی

(ہر کتاب کو اسی زاویے سے دیکھئے)

(دوسری قسط)

ہماری نئی نسل اگر دنیا پرست بن گئی ہے، بہترین مستقبل کے لیے ترکِ وطن کر کے دارالحرب میں قیام اگر اس کی اولین ترجیح ہے، اگر عالم اسلام سے ذہانت کا انخلا ’’Brain Drain‘‘ ہو رہا ہے، ہر شخص دولت کے زیادہ سے زیادہ حصول کو اگر اپنا مقصد زندگی بنا چکا ہے تو اس کا سبب ہمارا یہ نیا عقیدہ ہے کہ دین و دنیا برابر ہیں، کیونکہ دنیا پہلے ہے، آخرت بعد میں، لہٰذا دنیا پہلے، دین بعد میں۔ بعض جدیدیت پسند کہتے ہیں کہ قرآن میں بھی یہی آتا ہے: ’’رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً۔‘‘ ڈاکٹر حسین نصر کے بیٹے ولی رضا نصر کی کتاب ’’Islamic Capitalism‘‘ اب نئے نام ’’Meccanomics‘‘ سے منظر عام پر آئی ہے جو اسلامی دنیا میں سرمایہ دارانہ اسلام یا اسلامی سیکولرازم کے جدید مظاہر، آثار سے آگاہ کرتی ہے جو مغرب کو مطلوب ہے۔ ہمارے تعلیمی ادارے ایسی ہی نسل تیار کر رہے ہیں جو رسوم و رواج، عادات و اطوار اور بعض مظاہر کی سطح پر مذہبی ہو، لیکن ذہنی، قلبی، عقلی طور پر مادہ پرستی کی غلام ہو۔

جب آپ مغربی تصورِ خیر: زیادہ آمدنی‘ بہترین معیار زندگی بلکہ معیار زندگی میں مستقل اور مسلسل اضافے کو بھی اسلامی تصورِ خیر کے طور پر قبول کریں گے کہ اس میں کیا حرج ہے؟ تو آپ کی بیٹی شریف عورت، بیوی، ماں نہیں، سپر اسٹار بننا پسند کرے گی۔ آپ کے بچے عالم دین نہیں بنیں گے، کیوں کہ یہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہ جائیں گے۔ نہ وہ کسی ایسے پیشے اور فن کو اختیار کریں گے جس میں کم پیسے ملتے ہوں، کیونکہ زندگی کا مقصد آزادی ’’Freedom‘‘ سرمایہ کا ارتکاز ’’Accumalation of Capital‘‘ معیارِ زندگی کے خدا کی پرستش ’’Worship of standard of Living‘‘ HDI میں اضافہ اور عیش وعشرت لذت پرستی ’’Hendonism‘‘ ہے۔ علم وہ ہے جس سے ترقی اور اچھی نوکری ملے۔ اتنا پڑھ لکھ کر اگر اتنے کم پیسے ملتے ہیں تو ایسے علم کا کیا فائدہ؟ جب زندگی کا مقصد معیار زندگی میں اضافہ ہے تو اس مقصد کی

امی ابا اسے د Ù ہیں تو اسے بھی بستر پر بلا لیتے ہیں۔ وہ اپنی امی کے ساتھ بیٹھ جاتی ہے، بھالو رکھ دیتی ہے اور چھوٹے بھائی کی کتاب میں دلچسپی لیتی ہے۔ اب گھر کی آخری عظیم ہستی کُتّے صاحب بھی تشریف لے آتے ہیں، وہ تنہائی کا شِکار ہو گئے ہیں، لہٰذا وہ بھی دروازے سے جھانکتے ہیں، امی ابو ابھی غور کر رہے ہیں کہ حضرت کے ساتھ کیا معاملہ کریں، وہ چھلانگ لگا کر مسہری پر چڑھتے ہیں، مسہری پہلے ہی وزن سے ڈانواڈول تھی، اب جو کُتّے کا وزن آیا تو مسہری کا توازن بگڑ گیا، ایک پایا ٹوٹ گیا، سب لوگ چیخ رہے ہیں، بھالو صاحب نیچے گر رہے ہیں، بہن بھی نیچے گر رہی ہے۔

ان کتابوں میں کس قسم کی معاشرت، کس قسم کا طرزِ زندگی بتایا گیا ہے؟ کتاب بچے کے لیے پری نرسری کی سطح پر آئیڈیل ہوتی ہے، کیوں کہ اس کی شخصیت بننے کے عمل میں ہوتی ہے۔ پڑھایا وہ جاتا ہے جو عالی، مثالی ومعیاری ''Superior, Ideal, Standrised'' ہو، آپ کے دین، تاریخ، تہذیب، علمیت اور = سے ہم آہنگ ہو، تو کیا یہ نصابی کتابیں اس معیار پر اترتی ہیں؟

آکسفرڈ کی یہ کتابیں ایک خاص طبقۂ اشرافیہ ''Elite Class'' کے طرزِ زندگی کی ترجمانی کرتی ہیں، جس کا حصول ننانوے اعشاریہ ننانوے فی صد لوگوں کے لیے قیامت تک ناممکن ہے۔ آپ اعشاریہ ایک فی صد لوگوں کے طرزِ زندگی کو معیاری اور مثالی طرزِ زندگی کے طور پر پیش کر کے بچوں کو کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں؟ دنیا کی طرف یا آخرت کی طرف؟ حقیقت کی طرف یا خواب کی طرف؟ مادہ پرستی کی طرف یا خدا پرستی کی طرف؟ جو بچہ اپنی کتابوں میں ایک خاص مادہ پرستانہ، پرتعیش، چھچھورے، غیر ذمہ دارانہ، غیر اخلاقی، اÉ نہ، جاہلانہ طرزِ زندگی کو دیکھے گا، کیا وہ اس سے مختلف طرزِ زندگی کو حیرت یا حقارت کے ساتھ نہیں دیکھے گا؟ وہ کتابوں میں بتائے گئے اس غیر حقیقی، ناممکن طرزِ زندگی کے حصول کا خواب بچپن سے دیکھے گا اور جب اسے پا نہ سکے گا تو یقیناً وہ خود کو محروم ومجبور، بے بس اور بے کس تصور کرے گا۔ جدید سیکولر نظامِ تعلیم اس طرزِ زندگی کے حصول کی آرزو اور جستجو کو زندگی کا اصل ہدف بناتا ہے۔ مختصراً اس نظام کا مقصد ناممکن کی جستجو ہے اور جو ممکن ہے اس نظامِ تعلیم کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کیا ان کتابوں سے بچے کی مذہبیت، اخلاقیات، ارادوں، عزائم، خواہشات میں بنیادی نوعیت کا تغیر واقع نہیں ہوگا؟

اس تجزیے کے ذریعے اس طریقے کو متعارف کرنے کی کوشش کی گئی جس کے ذریعے تمام اسلامی اسکولوں کے مخلص منتظمین، اساتذہ، مالکان، سرپرست اپنے نصاب کا ازسرِنو جائزہ لیں اور کسی مشترکہ نئے نصاب کے انتظار کے بجائے موجودہ X نصاب میں فوری اصلاح کا آغاز کر دیں۔

(جاری ہے)